بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

دفتر مجلس انصاراللہ بھارت
Office Of The Majlis Ansarullah Bharat
Mohallah Ahmadiyya Qadian-143516, Distt.Gurdaspur (Punjab) INDIA
محلہ احمدیہ قادیان ۱۴۳۵۱۶ ضلع: گورداسپور (پنجاب)
Mob.9682536974, E-Mail :ansarullah@qadian.in

غزوۂ بنو قریظہ کے تناظر میں سیرت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 01 نومبر 2024ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: غزوہ بنو قریظہ کی مزید تفصیل یوں ہے کہ اس غزوہ میں دو مسلمان حضرت خلاد بن سویدؓ اور حضرت منذر بن محمدؓ شہید ہوئے جبکہ بنو قریظہ کے یہود کے قتل ہونے والوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ مختلف روایات میں چھ سو سے نو سو کی تعداد بیان ہوئی ہے لیکن حضرت مرزا بشیر احمدؓ تحقیق کے مطابق لکھتے ہیں کہ کم و بیش چار سو آدمی اُس دن سعدؓ کے فیصلے کے مطابق قتل کیے گئے اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے صحابہؓ کو حکم دے کر ان مقتولین کو اپنے انتظام میں دفن کروایا۔ مخالفین اسلام مبالغہ کی حد تک تعداد بیان کر کے اسلام کا ظالم مذہب ہونا قرار دیتے ہیں۔

اس زمانے کے ایک احمدی سکالر سید برکات صاحب نے بھی اپنی کتاب رسول اکرمؐ اور یہود حجاز میں اس پہ بڑی تحقیق کر کے لکھا ہے کہ آنکھیں بند کر کے سب روایات کو مانتے چلے جانا کوئی دانشمندی نہیں ہے اور ان روایات پر از سر نو غور کیا جانا چاہئیے کہ کہیں زیادہ ہی مبالغہ آمیزی سے کام نہ لیا گیا ہو۔ ان کی تحقیق کے مطابق غزوہ بنو قریظہ میں قتل ہونے والے یہودیوں کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں یہ انہوں نے اور زیادہ کم کر دیئے اور یہ کس حد تک معقولیت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔ بعض باتیں ان کی بہر حال معقول ہیں اور ان کو تحقیق میں بنیاد بنایا جا سکتا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ نے غزوہ بنو قریظہ میں قتل ہونے والے یہودیوں کی تعداد پر ہونے والے غیر مسلم مؤرخین کے اعتراضات کے جواب میں بیان فرمایا ہے کہ بنو قریظہ کے واقعہ کے متعلق بعض غیر مسلم

مؤرخین نے نہایت ناگوار طریقے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف حملے کیے ہیں اور ان کم و بیش چار سو یہودیوں کی سزائے قتل کی وجہ سے آپؐ کو ایک نعوذ باللہ ظالم و سفاک فرمانروا کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس اعتراض کی بنا مذہبی تعصب پر واقع ہے۔ بعض مسلمان بھی ان کے زیرِ اثر آ گئے۔

اس اعتراض کے جواب میں اوّل تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بنو قریظہ کے متعلق جس فیصلے کو ظالمانہ کہا جاتا ہے وہ سعد بن معاذؓ کا فیصلہ تھا اور جب وہ آپؐ کا فیصلہ ہی نہیں تھا تو اس کی وجہ سے آپؐ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے یہ فیصلہ حالاتِ پیش آمدہ کے ماتحت ہرگز غلط اور ظالمانہ نہیں تھا۔ تیسری بات یہ کہ اس عہد کی وجہ سے جو سعدؓ نے فیصلہ کے اعلان سے قبل آپؐ سے لیا تھا آپؐ اس بات کے پابند تھے کہ بہرحال اس کے مطابق عمل کرتے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ جب خود مجرموں نے اس فیصلے کو قبول کیا اور اس پر اعتراض نہیں اُٹھایا اور جیسا کہ حُیَیّ بن اخطب کے قتل کیے جانے کے وقت اُس کے الفاظ سے ظاہر ہے اُسے اپنے لیے خدائی تقدیر سمجھا تو اس صورت میں آپؐ کا یہ کام نہیں تھا کہ خوانخواہ اس میں دخل دینے کے لیے کھڑے ہو جاتے۔

سعدؓ کے فیصلے کے بعد اس معاملے کے ساتھ آپؐ کا تعلق صرف اس قدر تھا کہ آپؐ نے اپنی حکومت کے نظام کے ماتحت اس فیصلے کو ایسے رنگ میں جاری فرمایا کہ جو رحمت و شفقت کا بہترین نمونہ سمجھا جا سکتا ہے۔ پس نہ صرف بنو قریظہ کے واقعہ کے متعلق آپؐ پر قطعاً کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا بلکہ حق یہ ہے کہ یہ واقعہ آپؐ کے اخلاق فاضلہ، حسن انتظام اور آپؐ کے فطری رحم و کرم کا ایک نہایت بین ثبوت ہے۔

اب رہا اصل فیصلہ کا سوال، سو تاریخ سے پتا لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اُس وقت مدینہ میں آباد یہودیوں کے تین قبیلوں بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ کے ساتھ امن و امان کا ایک معاہدہ کیا جس کے مطابق مسلمان اور یہودی امن و امان کے ساتھ مدینہ میں رہیں گے، ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھیں گے، ایک دوسرے کے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد نہیں دیں گے، اگر کسی بیرونی قبیلہ یا قبائل کی طرف سے مدینہ پر کوئی حملہ ہو گا تو سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے، اگر معاہدہ کرنے والوں میں سے کوئی شخص یا گروہ اس معاہدہ کو توڑے گا یا فتنہ و فساد کا باعث بنے گا تو دوسروں کو اُس کے خلاف ہاتھ اُٹھانے کا حق ہو گا، تمام اختلافات اور تنازعات محمد ﷺ کے سامنے پیش ہوں گے اور آپؐ کا فیصلہ سب کیلئے واجب التعمیل ہو گا مگر یہ ضروری ہو گا کہ ہر شخص یا قوم کے متعلق اُسی کے مذہب اور اُسی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جاوے۔

اس معاہدہ پر سب سے پہلے قبیلہ بنو قینقاع نے بدعہدی کی اور مسلمانوں سے جنگ کی طرح ڈالی مگر جب وہ مسلمانوں کے سامنے مغلوب ہوئے تو آپؐ نے اُنہیں معاف فرما دیا اور صرف ان کی جلاوطنی پر اکتفا کیا تا کہ

شہر کا امن برباد نہ ہو اور مسلمان اُن کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ یہود کے دوسرے قبیلہ بنو نضیر نے بھی سر اُٹھایا اور سب سے پہلے اُن کے ایک رئیس کعب بن اشرف نے معاہدہ توڑ کر قریش اور دوسرے قبائل کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف ساز باز شروع کی اور بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازش کی۔ جب آپؐ کے حکم سے یہ شخص اپنے کیفر کردار کو پہنچا تو اُس کے قبیلہ نے آپؐ کے قتل کا منصوبہ باندھا۔ اُن کے خونی ارادوں کا علم ہونے پر جب آپؐ نے اُن کی تنبیہ اور سزا کا طریق اختیار کیا تو وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کو تیار ہو گئے اور اس جنگ میں بنو قریظہ نے اُن کی اعانت کی۔ جب بنو نضیر مغلوب ہوئے تو آپؐ نے بنو قریظہ کو تو بالکل ہی معاف فرما دیا اور بنو نضیر کو مدینہ سے امن و امان کے ساتھ چلے جانے کی اجازت دے دی۔ اس احسان کا بدلہ بنو نضیر نے یہ دیا کہ مدینے سے باہر جا کر مختلف قبائل عرب کے ساتھ مل کر ایک ٹڈی دل لشکر مدینہ پر چڑھا لائے اور سب سے یہ پختہ عہد لیا کہ جب تک اسلام کو نیست و نابود نہ کر لیں گے واپس نہیں جائیں گے۔ ایسے خطرناک وقت میں یہود کے تیسرے قبیلہ بنو قریظہ نے عین اس وقت غداری کی جبکہ تین ہزار مسلمان نہایت بے سرو سامانی اور بے بسی کی حالت میں کفار کے دس پندرہ ہزار جرّار اور خونخوار لشکر سے گھرے ہوئے بیٹھے تھے اور موت اُنہیں اپنے سامنے دکھائی دیتی تھی۔ بنو قریظہ مسلمان مستورات اور بچوں پر عقب سے حملہ آور ہو گئے۔ بنو قریظہ کا یہ فعل ایک بدعہدی اور غداری ہی نہیں تھا بلکہ ایک خطرناک بغاوت تھی۔

ایسے حالات میں ان کی بدعہدی غداری بغاوت اور اقدام قتل کے جرموں پر ان کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی تھی جو دی گئی۔ ظاہر ہے کہ امکانی طور پر صرف تین سزائیں ہی دی جا سکتی تھیں اول مدینہ میں ہی قید یا نظر بندی، دوسرے جلاوطنی اور تیسرے جنگجو آدمیوں کا قتل اور باقیوں کی قید یا نظر بندی۔ پہلی سزا میں ایک دشمن قوم کا اپنے شہر میں قید رکھنا اس زمانہ کے لحاظ سے بالکل بیرون از سوال تھا کیونکہ فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی، شرارت اور خفیہ ساز باز کے لیے اُن کو وہی آزادی حاصل رہتی جو پہلے تھی البتہ اُن کے اخراجات کی ذمہ داری مسلمانوں پر آ جاتی جس کے برداشت کرنے کی اُن میں ہرگز طاقت نہیں تھی۔ دوسری سزا یعنی جلاوطنی یعنی یہود کو مدینہ سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دینا سوائے اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا کہ نہ صرف یہ کہ عملی اور جنگجو معاندین اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو جائے بلکہ دشمنان اسلام کی صف میں ایسے لوگ جا ملیں جو اپنے خطرناک اشتعال انگیز، معاندانہ پروپیگنڈا، خفیہ اور سازشی کارروائیوں کی وجہ سے ہر مخالف اسلام تحریک کے لیڈر بننے کے لیے بے چین تھے۔ اُس زمانے کے حالات کے ماتحت مسلمانوں کا یہ

فعل ہرگز خودکشی سے کم نہ ہوتا۔ مگر کیا دنیا کے پردے پر کوئی ایسی قوم ہے جو دشمن کو زندہ رکھنے کے لیے آپ خودکشی پر آمادہ ہو سکتی ہے۔ اگر نہیں تو یقیناً مسلمان بھی اس وجہ سے زیر الزام نہیں سمجھے جاسکتے۔ پس یہ ہر دو سزائیں ناممکن تھیں اور ان میں سے کسی کو اختیار کرنا اپنے آپ کو یقینی تباہی میں ڈالنا تھا اور ان دو سزاؤں کو چھوڑ کر صرف وہی راستہ کھلا تھا جو اختیار کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مارگولیس جیسا مؤرخ بھی جو ہرگز اسلام کے دوستوں میں سے نہیں ہے اس موقع پر وہ بھی اس اعتراف پر مجبور ہوا ہے کہ سعدؓ کا فیصلہ حالات کی مجبوری پر مبنی تھا جس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود کے درمیان معاہدے کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر یہود کے متعلق کوئی اَمر قابل تصفیہ پیدا ہو گا تو اُس کا فیصلہ خود اُنہی کی شریعت کے ماتحت کیا جائے گا۔ تورات پر نگاہ ڈالیں تو وہاں اس قسم کے جرائم کی سزا جس کے مرتکب بنو قریظہ ہوئے بعینہٖ وہی لکھی ہوئی ہے جو سعد بن معاذؓ نے بنو قریظہ پر جاری کی۔ خلاصہ کلام یہ کہ سعدؓ کا فیصلہ گو اپنی ذات میں سخت سمجھا جاوے مگر وہ ہرگز عدل و انصاف کے خلاف نہیں تھا اور پھر یہ فیصلہ یہودی شریعت کے عین مطابق تھا۔

مگر جو کچھ بھی تھا یہ فیصلہ سعد بن معاذؓ کا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں تھا۔ آپؐ کا تعلق بحیثیت صدر حکومت صرف اس قدر تھا کہ آپؐ اس فیصلے کو اپنی حکومت کے انتظام کے ماتحت جاری فرماویں اور آپؐ نے اسے ایسے رنگ میں جاری فرمایا جو موجودہ زمانے کی مہذب سے مہذب اور رحم دل سے رحم دل حکومت کے لیے بھی ایک بہترین نمونہ سمجھا جاسکتا ہے۔

یہ جواب ہے آج کل کے ان لوگوں کو جو اسلام پر اعتراض کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں بعض ہمارے لوگ متاثر ہو جاتے ہیں۔ بنو قریظہ کو جواز بنا کر کہتے ہیں کہ فلسطینیوں کے خلاف کارروائی بھی جائز ہے حالانکہ اس کی اس وقت جو حالت ہے اس کی تو نسبت ہی کوئی نہیں ہے آج کل کے حالات سے۔ بہر حال یہ سب قصور بھی مسلمانوں کا ہی ہے جنہوں نے اپنے مفادات کے لیے اسلام کی ساکھ ختم کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی عقل عطا فرمائے۔ (آمین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ عِبَادَ اللّٰہِ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ یَذْکُرْکُمْ وَادْعُوْہُ یَسْتَجِبْ لَکُمْ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔